B.A Part III Hon Urdu Paper 5th
Dr. Shahnaj Ara
Deptt of Urdu.
Dr. L.K.V.D. college

صلح حدیبیہ

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب سے مکہ میں خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی تھی اس وقت سے وہ عرب کی مشہور عبادت گاہوں میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل تھا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ شباب میں اس کی مرمت اور توسیع میں حصہ لیا تھا۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ حجر اسود اپنے ہی مبارک ہاتھوں سے نصب فرمایا تھا۔ اسی طرح خود آنحضرت صلعم اور دوسرے تمام مسلمانوں کو خانہ کعبہ اور سرزمین مکہ سے ایک قلبی لگاؤ تھا۔ مسلمانوں نے جب مدینہ کو ہجرت کی تو قریش نے ان پر کعبۃ اللہ کے دروازے بند کر دیے تھے۔ اور ہجرت سے پہلے سال تک مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس کی بجائے مسجد الحرام قرار پایا۔ اور وہ خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ اسی وجہ کر کے یہ مرکز اسلام سے رہیں اور دینی قلبی لگاؤ ہو گیا۔ حرمت کے مہینوں میں اس کی یاد اور بھی ستانے لگی اور وجہ یہ ہوا تھا کہ ان چار مہینوں میں زائرین کی تعداد بہت زیادہ ہو جاتی تھی لیکن مسلمان ہی کعبہ کی زیارت سے محروم رہ جاتے۔ عام طور سے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ ہر شخص اس گھر میں داخل ہوتا وہ دشمن سے محفوظ رہے گا۔ اس کے برعکس قریش کا یہ عزم تھا کہ مسلمانوں کو کعبہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے گا۔ اور ان کی زیارت کے لئے کسی قسم کی سہولت مہیا کی جائے گی۔

ہجرت کے بعد چھ سال تک مسلمان حج اور عمرہ کی سعادت سے محروم رہے۔ یہ طویل جدائی ان کو بڑی شاق گزر رہی تھی۔ خود ہمارے رسول پاک صلعم اکثر اپنی دعا میں مانگتے رہتے کہ مسلمانوں کو خانہ خدا کی جلد از جلد زیارت نصیب ہو۔

آخر ایک دن سرور کائنات صلعم نے مسلمانوں کو خوشخبری سنائی کہ وہ عنقریب اپنے سر منڈا کر امن و سلامتی سے بیت اللہ میں داخل ہوں گے۔ رسول اللہ کے ساتھیوں نے جب یہ خوشخبری سنی تو خوشی سے پھولے نہ سمائے اور سجدہ شکرانہ ادا کیا۔ اور اس طرح یہ خبر آن کی آن میں پورے شہر میں پھیل گئی۔

خدا خدا کر کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئیں اور وہ دن آیا جب نبی کریم نے یہ اعلان فرمایا کہ مسلمان ماہ ذی قعدہ میں عمرہ حج کے لئے تیار ہو جائیں۔

ماہ ذی قعدہ کا آغاز ہوا تو مہاجرین اور انصار

Scanned with CamScanner

کا قافلہ روانہ ہوا۔ اس کارواں میں شامل تھے۔ ازواجِ مطہرات میں سے حضرت ام
سلمہ ساتھ تھیں۔ اور قربانی کے لیے ستر اونٹ بھی ساتھ لے گئے تھے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے لیے احرام باندھ رکھا تھا۔
تاکہ سب پر روشن ہو جائے کہ آپ صرف خدا کے گھر کے طواف کی نیت سے مکہ تشریف لا رہے ہیں
اور اس جنگ و جدل کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ رسول اکرم ؐ کی رفیقۂ حیات
ام المومنین بی بی حضرت ام سلمہؓ ساتھ شریک سفر تھیں
ادھر قریش کو جب مسلمانوں کے آنے کا علم ہوا
تو وہ خوف زدہ ہوئے اور سوچنے لگے کہ مکہ میں قریش کا داخلہ ہے
کہ مکہ میں مسلمانوں کے آنے کا کیا ہوا ہے۔ اس لیے یہ جاننا ضروری تھا کہ
مسلمان سعادت دین کی خاطر آ رہے ہیں۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ انہیں مکہ کی
حدود میں ہرگز داخل نہ ہونے دیا جائے (۵)۔
قریش نے دو سو گھڑ سوار جوان جمع کیے جو خالد بن
ولید اور عکرمہ بن ابی جہل ان کی رہنمائی کر رہے تھے۔ اس فوج نے مکہ سے
دور ذی طویٰ کے مقام پر مسلمانوں کو روکنے کے لیے مورچے سنبھال لیے
بالآخر مسلمانوں کا قافلہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک
گاؤں عسفان تک پہنچ گیا۔ وہاں رسول اکرمؐ کو مشرکین کے لشکر کی خبر ملی اور
تھوڑی دیر بعد قریش کے گھڑ سوار سامنے آتے دکھائی دینے لگے
مخالف کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ جنگ کرنے کو آمادہ نظر آ رہے ہیں
خراش بن امیہ کو دربارِ رسالت میں پیغام دے کر
بھیجا کہ مسلمان قریش کے نام و نمود کی خاطر واپس چلے جائیں۔ اس کے بعد حضور
نے صلح حدیبیہ کو پسند کیا۔ آخر کچھ مذاکرات کے بعد قریش اور
مسلمانوں کے درمیان ایک صلح نامہ مرتب ہوا جس کا مختصر احوال یہ تھا
(۱) قریش کا کوئی آدمی اپنے وارثوں کی اجازت کے بغیر مسلمانوں کے پاس چلا
جائے تو مسلمان اسے واپس کر دیں گے۔
(۲) مسلمان کا کوئی آدمی قریش کے پاس چلا جائے تو قریش اسے واپس
نہ بھیجیں گے
(۳) عرب قبائل کو آزادی ہے کہ وہ قریش کے پاس جائیں اور مسلمانوں میں
جا کر ساتھ دیں
(۴) مسلمان اس سال مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس چلے جائیں گے۔ آئندہ
سال مسلمانوں کو فریضہ حج ادا کی اجازت ہو گی۔ لیکن تین دن سے زیادہ
قیام نہیں کریں گے
(۵) مسلمان اپنے ساتھ تلوار کے سوا اپنے ساتھ اور کوئی اسلحہ نہیں لائیں گے اور
تلوار نیاموں کے اندر رہیں گے۔
یہ معاہدہ چونکہ حدیبیہ کے مقام پر ہوا تھا اس لیے یہ صلح نامہ
حدیبیہ نام سے مشہور ہے۔

Shahnaz Aro.

Shahnaz Aro.